رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ

# الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے ۲/

جلد ۲۳ | مورخہ ۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۴ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۰




## احراری "امیر شریعت" کا حکومتِ پنجاب پر خطرناک الزام

مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری نے حال میں جو تقریر سہارنپور میں احراریوں کے ماتھے سے غداری کا داغ دھونے کے لئے کی۔ اور جس کا کسی قدر ذکر ایک گزشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ اس میں انہوں نے ایک طرف تو اس بات پر زور دیا۔ کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت احراری اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ احمدی حکومت سے تعاون کرتے۔ اور اس کے قیام میں ممد و معاون ہیں۔ اور دوسری طرف مسجد شہید گنج کے متعلق اپنی غدارانہ روش پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک عجیب و غریب داستان بیان کی۔

اول الذکر امر کے متعلق بخاری نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا:۔

"سب سے بڑا فتنہ قادیانیوں کا ہے دوستو حکومت کی دھرتی مرزا کے سینگوں پر کھڑی ہے۔ اور مرزا کے سینگ ہلانے پر حکومت بھی حرکت کرتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ تم حکومت کے ساتھ جھگڑو۔ اور اس کا مقابلہ کرو۔ کیوں نہ پہلے ان سینگوں کو جڑ سے کاٹ ڈالو۔ اس فتنہ کو سر کئے بغیر تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے اس کو مٹا دو پھر تم آزاد ہو سکتے ہو۔ اگر تم نے اس فتنہ سے نجات حاصل کر لی۔ تو سمجھ لو۔ کہ تم آزاد ہو گئے اور جب تم آزاد ہو گئے۔ تو تم کو سب کچھ مل گیا"

حکومت کے خلاف اس قسم کے خیالات کا اظہار پہلی دفعہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ احراری لیڈر اس سے قبل بھی مختلف رنگوں میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف وہ اس لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ اہل ہند کو حکومتِ انگریزی کے جوئے سے آزاد کرائیں۔ جماعت احمدیہ چونکہ اس میں سب سے بڑی روک ہے۔ اور حکومت انگریزی کی سب سے بڑی مددگار۔ اس لئے پہلے اس کو مٹانا چاہیئے۔ اس کے بعد حکومت سے آزادی حاصل کرنا بالکل آسان ہو جائے گا۔ لیکن کیا یہ بے حد حیرت اور استعجاب کا مقام نہیں۔ کہ جو لوگ کھلم کھلا جماعت احمدیہ پر ستم رانی کی ایک وجہ یہ بیان کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ آجکل پنجاب کے بعض حکام ساز باز رکھتے ہیں۔ اور ان کے شرمناک مظالم کے متعلق نہ صرف چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔ بلکہ احراریوں کے ممد و معاون بنے ہوئے ہیں۔ ایسے حکام کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ دراصل حکومت کے دشمن ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے حکومت کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت اگر انہیں اسی طرح ڈھیل دیتی رہی۔ تو اس کا خمیازہ اسے یقیناً بھگتنا پڑے گا۔

دوسری بات جو بخاری نے احراریوں کی بریت میں پیش کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ احراری حکومت کے رازہائے سربستہ تک رسائی رکھتے۔ اور بڑے بڑے ارکان سے ان کے گہرے تعلقات ہیں۔ ایک طرف تو کہا۔ کہ "ہمیں بڑے بڑے آدمیوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ کہ شہید گنج کی مسجد کے معاملہ میں ہاتھ مت ڈالنا۔ اس میں ناکامی ہوگی" اور دوسری طرف یہ بیان کیا۔ کہ "دوستوں کو معلوم نہیں۔ کہ مسجد شہید گنج کا گرایا جانا بھی ایک سازش ہے۔ کوئٹہ کے معاملہ میں جب احرار کی جماعت نے کوئٹہ کے زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے ٹینٹ لگائے اور ہزاروں کے زخموں پر مرہم پٹی کی۔ تو ہمارے مخالف قادیانیوں کی چھاتی پر سانپ لوٹا۔ اور انہوں نے سوچنا شروع کیا۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کی توجہ کو احرار سے منتقل کرا کے قادیان کی طرف کریں۔ اس کے لئے ظفر اللہ نے گورنر کی کوٹھی کے گرد چکر لگائے۔ اور حکومت کو یہ مشورہ دیا۔ کہ شہید گنج کی مسجد کو شہید کر دیا جائے جس سے ان کا مدعا یہ تھا۔ کہ مجلس احرار اس میں دخل دے کر کٹ مرے گی۔ اور قادیانیوں کو اس طرح فتح نصیب ہو جائے گی۔ مگر خدا نے ہمیں ہدایت دی۔ اور اس غلطی سے بچا لیا"

اس طرح حکومت پنجاب پر اور حکومت ہند کے ایک بہت بڑے ذمہ دار افسر پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ جو حکومت کے وقار کو تباہ کرنے والا۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کو سخت بھڑکانے والا ہے۔ ایسی حالت میں کیا وہ حکومت جو ایک ڈپٹی کمشنر کے خلاف ایک مزعومہ گالی پر جوش میں آگئی تھی۔ اس امر کا اظہار کرے گی کہ کیا واقعہ میں آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب کو شہید گنج کی مسجد گرانے کے لئے کہا۔ اور حکومت نے اس مشورہ کے ماتحت مسجد کے گرانے کا انتظام کیا۔

احراری لیڈروں کو حکومت۔ اور اس کے ذمہ دار افسروں پر اس قسم کے الزامات لگانے کی جرأت دلانے والا بعض حکام کا وہ رویہ ہے۔ جو انہوں نے احراریوں کی امن شکن اور فتنہ خیز حرکات کے مقابلہ میں اختیار کر رکھا ہے۔ کیونکہ احراری سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کو نقصان پہونچانے کے لئے خواہ وہ کیسی ہی خلاف قانون حرکات کریں۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ اس طرح جماعت احمدیہ تو احراریوں کے ہر طرح ظلم کی عرصہ سے شکار ہو ہی رہی ہے۔ کیا حکومت احراریوں کی ناز برداری کرتی ہوئی اپنے خلاف نہایت اشتعال انگیز الزام کی تردید کی بھی ضرورت نہیں سمجھے گی۔

# احراریوں کی ایک غلط بیانی کا ازالہ

احرار نے قادیان میں دو اڑھائی سال سے جو ہڑبونگ مچا رکھی ہے۔ اس کا اثر تمام پنجاب اور پنجاب کی تمام اقوام اور راعی و رعایا پر پڑ رہا ہے۔ قادیان میں سکھوں اور ہندوؤں کی آبادی بھی ہے۔ ان کا ایک حصہ احراریوں کے ساتھ شامل ہے۔ اگرچہ ایسے لوگوں کی تعداد نہایت قلیل ہے۔ تاہم ان کے ہندو اور سکھ ہونے کی وجہ سے احراریوں نے پروپیگنڈا کرنے میں بیجا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اگر ان کے کسی جلسہ میں ایک دو ہندو یا سکھ شامل ہو گئے۔ تو ان کی شمولیت کو انہوں نے تمام سکھوں اور تمام ہندوؤں کی شمولیت سے تعبیر کیا ہے۔

دراصل اس قسم کے شورش پسند لوگ ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ اور جب ہمارے اخباروں میں سکھوں یا ہندوؤں کا ذکر آتا ہے۔ تو اس کی اصلیت بھی اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔ کہ مدنظر وہی چند افراد ہوتے ہیں۔

آج کل مسجد شہید گنج کے متعلق عجیب و غریب افواہیں مشہور کی جا رہی ہیں۔ چونکہ اس مسجد کے انہدام کے واقعہ اور بعد کے حالات نے احراری لیڈروں کی غداری، خودغرضی اور انتہائی بزدلی کو طشت از بام کر دیا ہے اس لئے مسلمانوں کی توجہ کو اس طرف سے پھیرنے کے لئے احراریوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ کہ مسجد شہید گنج سکھوں اور احمدیوں کی سازش سے گرائی گئی ہے۔ مگر یہ محض ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے۔ دنیا اس قدر بے وقوف نہیں ہے۔ کہ ایسے لچر اور بیہودہ الزام کو احمدیوں کی نسبت تسلیم کرے۔ خاص کر جبکہ اس الزام کے لگانے والے ان کے مشہور معاند احراری ہوں۔ لیکن ہماری طرف سے اس کا یہ جواب کہ درحقیقت سازش بعض سکھوں اور احراریوں کی ہے۔ یہ بھی درست نہیں۔ سکھوں کی اس پارٹی نے جس کا مسجد پر قبضہ تھا۔ یہ کارروائی کسی اپنی مصلحت کے ماتحت کی ہوگی:

البتہ ایک بات اس تمام واقعہ میں واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ احراریوں کی اب تمام تر توجہ طاقت اور تمام تر کوشش جماعت احمدیہ کے خلاف ملک کو اور حکومت کو بھڑکانے میں لگی ہوئی ہے۔ اور وہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس کام میں سکھ بھی احراریوں کے ساتھ شامل ہو جائیں قادیان کے بعض معمولی حیثیت کے سکھوں کی شمولیت سے احراریوں کی امیدیں بڑھی ہوئی ہیں۔ ہندو پریس بھی اپنی کوتاہ اندیشی سے ان کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ اس لئے احراری جب تک قادیان پر حملہ آور ہیں۔ کسی رنگ میں بھی کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتے:

قادیان سے ہندوؤں سکھوں یا مسلمانوں کو کوئی حقیقی شکایت نہیں ہے۔ عام مسلمانوں کے مذہبی جوش سے بیجا فائدہ اٹھا کر اس تمام تحریک کو اٹھایا جا رہا ہے۔ جب عوام کی دلچسپی آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ اور ان کی ذاتی اغراض پوری نہیں ہو سکیں گی تو پھر وہ کسی اور طرف کا رخ کریں گے۔

دراصل احرار کی غرض ہمیشہ فتنہ و فساد پیدا کر کے ذاتی اغراض کا حصول رہی ہے۔ اس کیلئے آجکل وہ جماعت احمدیہ کے خلاف سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور غلط اور جھوٹے پروپیگنڈا کے ذریعہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیں۔ حالانکہ سکھوں اور ہندوؤں سے ہمیشہ عمدہ تعلقات رہے ہیں۔ اور اب بھی ایسے ہی ہیں:

# ایک نیک طینت اور ہمدرد اے۔ ڈی۔ آئی

مکرمی ایڈیٹر صاحب "الفضل"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

اخبار "زمیندار" کی ۳۰ جولائی کی اشاعت میں "ایک مرزائی اے۔ ڈی۔ آئی" کے عنوان سے جو مضمون میرے نام پر شائع ہوا ہے۔ میری نظر سے گذرا۔ قطع نظر اس سے کہ یہ مضمون میں نے نہیں لکھا۔ بلکہ کسی بدطینت کا انسانیت سوز فعل ہے۔ نفس مضمون کو واقعیت سے کوئی تعلق نہیں۔

میں ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو نہ صرف ایک اے۔ ڈی۔ آئی ہونے کے لحاظ سے بلکہ ضلع اٹک کا ایک اعلیٰ زمیندار اور ایک ممتاز ہیڈ ماسٹر ہونے کی حیثیت سے عرصہ سے جانتا ہوں۔ ممدوح بہت نیک اور با اخلاق بزرگ ہیں۔ اور فطری طور پر ہمدرد بنی نوع انسان اور غیر متعصب ہیں۔ ان کی ہر دلعزیزی مسلمہ ہے۔ اور علاقہ بھر ان کی تعلیمی مساعی کا ممنون منت ہے۔ انہوں نے اپنے حلقہ عمل میں دیہاتی آبادی کی فلاح و بہبودی کے لئے انتہائی کوشش روا رکھی ہے۔ اور گھر گھر میں تعلیم کا پیغام پہنچایا ہے۔ پبلک موصوف کی مروت اور احسانات کو عقیدتمندانہ نظروں سے دیکھتی ہے۔ اساتذہ آپ کے عہد میں مطمئن اور خوش ہیں۔ طلباء اعداد و شمار کے لحاظ سے روز بروز بڑھ رہے ہیں کسی فرد واحد کو بھی آپ کی احمدیت کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ آپ پر "تبلیغ مرزائیت" کا الزام محض مکروہ پروپیگنڈا ہے۔ اور ایسے نیک ہمدرد با مروت اور غیر متعصب افسر کے متعلق فرقہ وارانہ رنگ کی گندہ ذہنی کسی خودغرض اور مفسد شخص کی اسلام دشمنی کا ناپاک مظاہرہ ہے۔ جو پنڈی گھیب ایسے پسماندہ علاقہ کو ایک شریف النفس نیک طینت۔ ہمدرد مستعد خادم قوم کی خدمات سے محروم کرنے کا متمنی معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنی خودغرضانہ اور حاسدانہ خیالات کی رو میں بعض شرفاء کے نام سے ننگ انسانیت مضامین شائع کرنے کی بداخلاقی کا ارتکاب کر رہا ہے:

پس میں "زمیندار" ۳۰ جولائی میں شائع شدہ مضمون کے متعلق آپ کے اخبار کے ذریعہ اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ اور حنفی المذہب ہونے کے باوجود عامۃ المسلمین اور افسران محکمہ تعلیم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ملک غلام نبی صاحب کا تقرر باشندگان پنڈی گھیب کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور ان کی ذات ہر قسم کے فرقہ وارانہ تاثرات سے پاک اور مبرا ہے:

خاکسار ملک حسن خان رئیس اعظم لمنڈا ضلع اٹک

# خُدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

## ۳۰-۳۱ جولائی کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے:

| نمبر | نام | ضلع | نمبر | نام | ضلع |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | گلاب الدین صاحب | ضلع گورداسپور | ۴ | عالم بی بی صاحبہ | ضلع گورداسپور |
| ۲ | محمد صادق صاحب | " | ۵ | نواب بی بی صاحبہ | " |
| ۳ | محمد علی صاحب | " | | | |

# آہ رحیم جان

پسرم حکیم مفتی محمد منظور کی بیوی کی وفات کی خبر درج اخبار ہو چکی ہے۔ مرحومہ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ اپنے خاوند کی فرمانبردار اور وفادار ہونے کے علاوہ احمدیت میں بہت اخلاص رکھتی تھی۔ اور حصولِ تعلیم کا بہت شوق تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ اور مزید ترقی کر رہی تھی۔ کہ مرض نے آن دبایا مرحومہ مولوی عبدالرؤف صاحب مرحوم کی بھتیجی تھی جنہوں نے ضلع ہزارہ میں تبلیغ کا کام بہت کیا تھا

(مفتی) محمد صادق عفی عنہ

# موجودہ فتنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و ارشادات

(۱)

جب بھی اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے اس کی طرف سے اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث ہوئے۔ دُنیا نے ان کی آمد کو بے وقت اور بے محل قرار دیتے ہوئے اپنی تمام کوششوں سے ان کی مخالفت و معاندت میں انتہائی زور لگایا۔ اُن پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے لئے ہر ناجائز کوشش کی۔ انہیں گندی گالیاں دیں۔ ان پر جھوٹے اور بے سروپا الزامات عائد کرنا۔ اور حتی المقدور ایذا رسانی و تکلیف دہی میں مشغول رہنا موجبِ ثواب سمجھا۔

موجودہ زمانہ میں بھی جب اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کے احیاء اور حضور خاتم الانبیاء سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کی اشاعت کے لئے بھیجا۔ تو دلدادگانِ ظلمت اور تاریکی کے فرزندوں نے آپ کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ جو سابق انبیاء کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ علماء و فقراء۔ امراء و مشائخ اپنے و بیگانے غرضکہ ہر طبقہ کے لوگ آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ لیکن جری اللہ فی حلل الانبیاء خدا کا پیارا مسیح موعود علیہ السلام کفر و الحاد کے فتووں، لعن وطعن کی بوچھاڑوں اور پتھروں اور اینٹوں کی بارشوں کے باوجود کامیابی و کامرانی کے ساتھ اپنے فرائض مفوضہ کی تکمیل کے بعد اپنے مولےٰ سے جا ملا۔ صلے اللہ علیہ وعلیٰ مطاعہ محمد الصلوٰۃ والسلام۔

(۲)

چونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں اللہ تعالیٰ نے "منظورِ محمد" "کلمۃ اللہ" اور "فخرِ رسل" کے خطابات دیئے ہیں۔ اور آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا ہے۔ کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" "اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا"۔ اور احمدیت کو اکنافِ عالم تک پہونچائے گا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اس جلیل القدر اور عظیم الشان امام کے وقت جس کی خلافت کی خبر آج سے تقریباً آٹھ سو سال پیشتر حضرت نعمت اللہ ولی نے بھی۔

پسرش یادگار مے بینم

کے الفاظ میں دی تھی۔ مخالفت و معاندت کا وہی طوفان اٹھایا جاتا۔ اور آپ پر بھی وُہ تمام حملے کئے جاتے۔ جو خدا تعالےٰ کے محبوب بندوں پر کئے گئے۔

چنانچہ آپ کے وقت میں سلسلہ احمدیہ کی معاندت میں تمام طاغوتی طاقتیں الکفر ملۃ واحدۃ کی مصداق بن کر اُمڈ آئی ہیں۔ بڑے بڑے مولوی اور گدی نشین۔ عوام و خواص۔ امیر و غریب۔ حاکم و محکوم۔ غرض کہ ہر طبقے کے لوگوں نے وُہی طریق اختیار کیا جو خدا کے محبوب بندوں کے مخالفین کرتے آئے ہیں۔ اور آج کل تو خصوصیت سے بہت بڑا فتنہ برپا کر دیا گیا ہے۔ جس کی مدد کسِ تمام ایک مشہور انصاف پسند اور ذوالاید حکومت کے بعض افسروں کے لبس سے بھی دانستہ یا نادانستہ طور پر کی جا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے جہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بڑی بڑی بشارتیں دیں۔ وہاں فتنوں کے متعلق بھی علیم و خبیر خدا نے اطلاع دے دی تھی۔

(۳)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ما اصابک فمن اللہ۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ۔ لیحب حبا جمّا۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علےٰ کل شیءٍ قدیر۔ وان یتخذونک الا ھزوا۔ اھٰذا الذی بعث اللہ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہٗ فی القراٰن۔ ولا یمسہٗ الا المطھرون۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الہامات کا خود یہ ترجمہ کیا ہے:۔

"اور جو کچھ تجھے رنج پہونچیگا۔ وُہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس صبر کر۔ جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ وُہ فتنہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوگا۔ تا وُہ تجھ سے محبت کرے۔ وُہ اس خدا کی محبت ہے۔ جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے۔

تم کچھ غم مت کرو۔ اور اندوہگین مت ہو کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں کیا تو نہیں جانتا۔ کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وُہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں۔ کیا یہی ہے۔ جس کو خدا نے مبعوث فرمایا۔ ان کو کہہ۔ کہ میں تو ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے۔ کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے۔ کسی دوسری کتاب میں نہیں اس کے اسرار تک وُہی پہونچتے ہیں۔ جو پاک دل ہیں"۔ (حقیقۃ الوحی باب چہارم صفحہ ۸۱ و ۸۲)

(۴)

ان الہامات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی ہے۔ کہ فتنۂ عظیمہ اس کی مشیت اور ارادہ کے ماتحت برپا کیا جائے گا۔ تا مومن اس کی محبت کو جذب کر سکیں۔ اس وقت مومنوں کو گھبرانے اور اندوہگین ہونے کی بجائے "اولوالعزمانہ صبر" سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالےٰ پر پورا پورا توکل رکھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے کافی ہے اور وُہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پس جماعت احمدیہ اس وقت جن حالات میں سے گزر رہی ہے۔ وُہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اسے حراساں اور ترساں نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے ایمان اور ایقان میں اضافہ اور پختگی کا موجب بن رہے ہیں۔ کیونکہ ان حالات کی خبر خدا تعالےٰ نے قبل از وقت دے چکا۔ اور انہیں اپنی محبت جذب کرنے کا ذریعہ بنا چکا ہے۔

(۵)

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس فتنہ کے دنوں کے مناسب حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وُہ نصائح بھی درج کر دی جائیں جن پر عمل کرنا خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ضرور ہے۔ کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے بھی امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے۔ تو اپنے ہاتھوں سے۔ نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے۔ تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے۔ کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے۔ کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو۔ یا نہیں اگر تم چاہتے ہو۔ کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں۔ تو تم ماریں کھاؤ۔ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو۔ اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وُہ عمل نیک دکھلاؤ۔ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا۔ وُہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینکدیا جائیگا۔ اور حسرت سے مریگا۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکیگا" (کشتی نوح)

پھر ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار "اپنی جماعت کے لئے اطلاع" کے زیر عنوان شائع کیا جس میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشانوں کو دیکھ کر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے اور ان کو معلوم ہو کہ وُہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں۔ نہ کاذب کا۔ اور تا وُہ راستبازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں۔ اور ان کا پاک نمونہ دُنیا میں چمکے

ان دنوں میں وُہ چاروں طرف سے سن رہے ہیں کہ ہر ایک طرف سے مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجھ کو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے۔ اور قتل کرنے کے لئے فتوے لکھے جاتے ہیں۔ پس ان کو چاہیئے۔ کہ صبر کریں۔ اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں۔ اور اپنا نمونہ اچھا دکھائیں۔

کیونکہ اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں۔ جیسا کہ ان کے مقابل پر کی جاتی ہے۔ تو پھر ان میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے؟ اس لئے میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے۔ جب تک صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگذر کی خصلت سب سے زیادہ ان میں نہ پائی جائے۔

اگر مجھے گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو کیا یہ نئی بات ہے؟ کیا اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کو ایسا ہی نہیں کہا گیا؟ اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں۔ تو کیا اس سے پہلے خدا کے رسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے۔ کیا حضرت موسےٰ پر یہ اعتراض نہیں ہوئے۔ کہ اس نے دھوکہ کرکے ناحق مصریوں کا مال کھایا۔ اور جھوٹ بولا۔ کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ اور جلد واپس آئیں گے۔ اور عہد توڑا۔ اور کئی شیر خوار بچوں کو قتل کیا۔

اور کیا حضرت داؤد کی نسبت نہیں کہا گیا۔ کہ اس نے ایک بیگانہ کی عورت سے بدکاری کی۔ اور فریب سے اوریاہ نام ایک سپہ سالار کو قتل کرادیا۔ اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی۔

اور کیا ہارونؑ کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا۔ کہ اس نے گوسالہ پرستی کرائی؟

اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے۔ کہ یسوع مسیح نے دعوےٰ کیا تھا۔ کہ میں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں۔ اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی۔ کہ اس نے اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ جو پوری نہ ہوئی۔ اور کیونکر ممکن ہے۔ کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ ........

ایسا ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں۔ جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مرتد ہوگئے۔

اور کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹے الزام ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوئے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔

غرض مخالفوں کا کوئی ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو۔ تو غمگین اور دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں۔ ہم میں پوری ہوں۔ ہاں یہ درست بات ہے۔ اور یہ ہمارا حق ہے۔ کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے۔ کہ جبکہ ہم دکھ دیئے جائیں۔ اور ستائے جائیں۔ اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہوجائے۔ اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں۔ تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں۔ اور اس کی جناب میں تضرعات کریں۔ اور اس کے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں۔ اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جس کی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں۔" (اشتہار ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء ملحقہ تریاق القلوب صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸)

اگر ان نازک اور پُر فتن ایام میں احباب کرام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا کلمات طیبات کو ہر وقت زیر غور رکھتے ہوئے دعاؤں میں مصروف رہیں۔ تو خداوند ذوالجلال اپنی جلالی تجلیات کے ساتھ معاندین کی آنکھیں کھول دے گا۔

(خاکسار ملک مبارک احمد خان امین آبادی)

## احمدیوں کو کس قدر تکالیف پہونچائی گئیں

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ پنجاب کی خدمت میں عرض ہے کہ ابتدائے سلسلہ سے آج تک احمدیوں کو جہاں جہاں پنجاب میں تکالیف دی گئی ہیں۔ خواہ وہ تکالیف غیر احمدیوں سے پہونچی ہوں۔ یا دیگر مذاہب کے لوگوں سے۔ ان کی تفصیلات بہت جلد درکار ہیں۔ مہربانی فرما کر اعلان ہذا کو پڑھکر بہت جلد مفصل رپورٹ دفتر ہذا میں روانہ فرمائیں۔ ایسی رپورٹیں جہاں جہاں سیکرٹریان جماعت موجود ہیں ان کی وساطت سے یکجا طور پر اکٹھی بھیجی جاسکتی ہوں۔ مگر جہاں کوئی جماعت نہ ہو۔ وہاں سے افراد براہ راست بھیجکر ممنون فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

# کیا سکھ یہ سنہری موقعہ کھو دیں گے؟

از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان

نمبر ۲

اسی عنوان سے میں پہلے مضمون میں جو ۲۷ جولائی کے الفضل میں شائع ہوچکا ہے۔ کسی حد تک بوضاحت ثابت کرچکا ہوں کہ زمانہ سابقہ میں مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات نہایت خوشگوار رہے ہیں۔ ان کی کبھی کوئی مذہبی جنگ نہیں ہوئی۔ اور میری قدرتی خواہش ہے۔ کہ آئندہ بھی سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار رہیں۔

کیونکہ ہم ایک دوسرے کے ہمسایہ ہیں۔ اور اس ہمسائیگت کے رشتہ میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں۔ کہ کبھی اس سے آزاد نہیں ہوسکتے قدرتی طور پر ایک کا دکھ دوسرے پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پس جب ہمیں اکٹھی زندگی گذارنی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم اسے خوش اسلوبی سے نہ گزاریں۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔ ورنہ ہماری زندگی تلخ ہو جائے گی۔ شہید گنج کی مسجد کا معاملہ ایک ایسا معاملہ تھا۔ کہ اگر سکھ صاحبان مسلمانوں کے جذبات کی کچھ بھی پروا کرتے۔ تو یقیناً ہمیشہ کے لئے وہ مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتے تھے اور اب بھی اس کے لئے وقت ہے مسلمان چاہتے کیا ہیں؟ مسجد۔ وہ مسجد جو سکھوں کے واجب الاحترام گورو ہرگوبند جی مہاراج نے مسلمانوں کی خاطر خود اپنے گاؤں ہرگوبند پور میں زر کثیر صرف کرکے بنوادی۔ تاکہ مسلمان وہاں ایک خدا کی عبادت کرسکیں۔ وہ مسجد جس کے متعلق شری گورو گرنتھ صاحب آدمیں بایں الفاظ ذکر آیا ہے۔ ؎

فریدا بے نمازا کتیا اے نہ بھلی ریت
کدی چل نہ آیوں پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساجھ صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کیجے کائیں
کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندی تھائیں

یعنی جو نماز نہیں پڑھتے خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ اور نماز کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ پانچوں وقت مسجد میں نہیں جاتے۔ ان کی زندگی نہایت ہی نجس زندگی ہے۔

یہ سلوک اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سکھوں کے مقدس لٹریچر میں مسجد کا بہت احترام ہے۔ یہ احترام تو اس بات کا تقاضا کرتا تھا۔ کہ جہاں ضرورت ہوتی۔ سکھ خود مسلمانوں کو مسجدیں بنا کر دیتے۔ اور پھر جو مسلمانوں کی مسجد ایک یا دوسری وجہ سے سکھوں کے قبضہ میں آچکی تھی۔ وہ از خود ہی مسلمانوں کے حوالے کر دیتے۔ سکھوں کی نیکی رہتی دنیا تک یاد رہتی۔ ہمسائیگت میں یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم ایک دوسرے سے وہی سلوک کریں جس کے لئے قانوناً ہم مجبور ہوں۔ بلکہ پڑوسیوں کے لئے نہ صرف کئی بلکہ اکثر حالات میں قربانی سے کام لینا پڑتا ہے اور پڑوسی کے جذبات کا ایسا ہی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ اپنے جذبات کا۔

مسلمانوں نے سکھ ہمسایہ قوم کے جذبات کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ اور اس وقت بھی ان کے احساسات کے احترام کو مقدم رکھا جبکہ سکھوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔ تاریخ اور پھر تاریخ بھی وہ جو گورو خالصہ کے نام پر موسوم ہے۔ اس بات کی بہترین شاہد ہے اس میں لکھا ہے کہ اکبر بادشاہ لاہور جاتا ہوا گوندوال گورو امرداس صاحب کے پاس گیا۔ اور پانصد اشرفیاں گورو صاحب کی نذر کیں۔ اور گورو کے لنگر کے لئے بارہ گاؤں وقف کردیئے۔ بادشاہ اکبر کی اس رواداری کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ پھر گورو امرداس پر ایک گوبندہ نامی ہندو نے مقدمہ دائر کیا۔ اور حاکم ضلع جعفر بیگ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ تو حاکم نے مقدمہ خارج کردیا۔ دہلی اپیل ہوئی۔ وہاں سے بھی خارج ہوا۔ پھر اکبر جب کابل کی طرف سے واپس آیا۔ تو چوتھے گورو گورو رامداس کے درشنوں کے لئے گیا۔ اور ایک سو ایک اشرفیاں نذر کیں۔ اور خاصی جاگیر

کے ساتھ شری امرتسر کی حد بندی کرادی۔

اس کے بعد جب پانچویں گورو۔ گورو ارجن دیوجی مہاراج نے ترن تارن کو آباد کرنا چاہا تو بلاسپوری کے مسلمان راجپوتوں نے بخوشی اس تیرتھ کے لئے زمین پیش کی۔ اور عبد المجید خاں حاکم فتح آباد نے اس کی سند معافی لکھ دی۔ ذرا غور تو کیجئے کہ مسلمان بادشاہ اور حاکم گورو صاحبان سے کس قدر حسن سلوک کرتے رہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ یہ اس واجب الاحترام پوتر بانی کے حامل ہیں۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ

مہر سیت صدق مصلےٰ حق حلال قرآن

یعنی مسجد میں جانے سے اللہ کی مہر حاصل ہوتی ہے

پھر اسی تاریخ میں یہ لکھا ہے۔ کہ جب گورو جی دریائے بیاس سے پار ہو کر موضع ڈلے گئے تو سید عزیز خاں حاکم جالندھر گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شبد سن کر بہت خوش ہوا۔ گورو صاحب سے درخواست کی۔ کہ آپ یہاں ایک گاؤں آباد کیجئے۔ چنانچہ وہاں ایک گاؤں آباد کیا گیا۔ جس کا نام کرتار پور ہے

پھر تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جب وزیر چندو لعل نے بادشاہ سلامت کے حضور یہ شکائت کی۔ کہ سکھوں کے گورو نے ایک ایسی کتاب بنائی ہے۔ جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جگہ بجگہ توہین آمیز الفاظ ہیں۔ تو بادشاہ نے چندو لعل کی بات پر اعتبار نہ کیا۔ حالانکہ چندو لعل اس وقت ریونیو منسٹر یعنی وزیر مال تھا۔ بلکہ گورو گرنتھ صاحب کو نہائت احترام سے دربار میں لایا گیا۔ اور کھلوا کر جگہ بجگہ سنا گیا۔ مگر وہاں بجائے بُرائی کے اسلام کی جگہ بجگہ تعریف پائی۔ جسے سن کر شاہ وقت بہت خوش ہوئے۔ اور بہت سی اشرفیاں نذر کیں اور سب سکھوں کو ایک ایک دوشالہ اور شری گورو صاحب کو ایک خلعت فاخرہ دیا گیا۔ یہ رواداری کا کیا بہترین نمونہ ہے۔ اور یہ صحیح ہے۔ کہ ہم رواداری سے ہی دوسروں کے قلوب پر فتح پا سکتے ہیں۔ رواداری ہی ملک کی حالت کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔ رواداری ہی سے ہم ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کر سکتے ہیں۔ اور رواداری ہی سوراج جیسی نعمت سے مستفیض کر سکتی ہے۔

پھر تاریخ میں لکھا ہے کہ مغل بادشاہ جب کابل سے واپسی پر شری گورو ارجن دیوجی مہاراج سے ملے۔ تو سوئے اتفاق سے ان دنوں ملک میں بہت قحط پڑا ہوا تھا۔ گورو صاحب کے معمولی اشارہ پر نہ صرف یہی کہ تمام پنجاب کا سارا مالیہ معاف کر دیا۔ بلکہ اپنی طرف سے بھی بہت سا اناج لوگوں میں تقسیم کیا۔ اور اس سے تمام لوگوں میں گورو صاحب کی بہت نیک نامی ہوئی۔ جس سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ گورو صاحب کے عقیدتمند بن گئے۔ اور جس کے نتیجہ میں گورو صاحب کی جماعت کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔

شری گورو ہر گوبند صاحب کے متعلق بعض لوگوں نے شکایت کی۔ کہ ملک میں بغاوت کی روح پیدا کر رہے ہیں۔ اور اگر ابھی سے اسکا سد باب نہ کیا گیا۔ تو نتیجہ خطرناک ہوگا۔ بادشاہ نے محض لوگوں کے کہنے پر اعتماد نہ کیا بلکہ گورو صاحب کے ساتھ خود گفتگو کرنا ضروری سمجھا۔ تاکہ حقیقت تک پہونچنے کے لئے آسانی ہو۔ چنانچہ شری گورو صاحب کو دہلی بلایا گیا۔ گورو صاحب نے شہر کے باہر قیام کیا۔ اور بادشاہ کو جب گورو صاحب کے تشریف لانے کی خبر ملی۔ تو ان کے لئے تنبو قناتیں اور کھانا وغیرہ بھجوا دیا۔ دوسرے روز گورو صاحب قلعہ میں تشریف لائے۔ بادشاہ نہایت ادب سے پیش آیا۔ صندل کی چوکی جو نہایت متبرک سمجھی جاتی تھی۔ اس پر گورو صاحب کو بٹھایا۔ شبد سنکر بادشاہ سلامت بہت خوش ہوئے۔ اور گورو صاحب کی بہت تعریف کی۔ حضرت گورو نانک صاحب کی بھی بہت تعریف فرمائی۔ اور پانچسو روپیہ روزانہ گورو صاحب کے لنگر کے لئے مقرر کیا۔ ہر روز بادشاہ سلامت گورو صاحب کو شکار کیلئے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ پھر جب آگرہ کی طرف روانہ ہوئے تو گورو صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور راستہ میں راجپوت راجاؤں سے گورو صاحب کو نذریں دلاتے گئے۔ گورو صاحب کے لئے سات اتواپ کی سلامی اور ایک ہزار فوج کے رکھنے کی اجازت دی۔ اور پنجاب کے حاکموں پر نگران مقرر کیا۔ پھر جب گورو صاحب واپس آنے لگے۔ تو بادشاہ سلامت خود ملاقات کیلئے تشریف لائے پانچ گھوڑے سونے چاندی کی کاٹھیاں۔ جڑاؤ دستہ کی تلوار پانچہزار کا خلعت مع موتی مالا۔ جڑاؤ کنٹھا اور ایک سو ایک اکبری مہریں نذر میں پیش کیں۔ اور آپکے ساتھیوں کو قیمتی دوشالے۔

جب شاہجہان تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا۔ تو اس وقت کئی لوگوں نے بادشاہ کے حضور گورو صاحب کی شکایت کی۔ مگر بادشاہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائے۔ اور براہِ راست گورو صاحب سے گفتگو کی۔ ملاقات ہونے پر تمام اصلیت کھل گئی۔ اور بادشاہ اس نتیجہ پر پہونچ گئے۔ کہ یہ شکایات کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ لہٰذا اسی وقت پانچسو روپیہ نقد اور اڑھائی سو روپیہ کی روزانہ رسد لنگر کے لئے مقرر کی۔

غرضکہ گذشتہ زمانہ میں مسلمانوں کے تعلقات سکھوں سے ایسے خوشگوار رہے ہیں۔ کہ اس کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ نہیں۔ کہ مسلمان بادشاہ جن کی جبروت جنکے دبدبہ اور جنکی شوکت سے اس وقت سارا ہندوستان کانپتا تھا۔ وہ سکھوں کے چند انے گنے افراد سے ڈرتے تھے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ چونکہ یہ بادشاہ خدا خوف اور خدا پرست تھے۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ گورو صاحبان صوفیانہ رنگ میں رنگین ہیں۔ اور کئی صوفی مسلمان فقراء سے انکے تعلقات خوشگوار ہیں۔ اور پھر یہ کہ جس مقدس کتاب کے یہ ماننے والے ہیں۔ اس کی تعلیم سلامت روی۔ توحید پرستی پر مبنی اور اسلام کے بہت قریب ہے تو انہوں نے گورو صاحبان کو اسی توقیر سے دیکھا۔ جس سے وہ دیگر صوفیانِ کرام اور واجب الاحترام مذہبی ہستیوں کو دیکھتے تھے۔

جب آٹھویں گورو سری ہر کرشن جی حضرت اورنگ زیب سے ملاقی ہوئے۔ تو بادشاہ سلامت وہ بادشاہ جسے مفسد مؤرخ خواہ مخواہ متعصب قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے گورو صاحب کے لئے اڑھائی سو روپیہ روزانہ مقرر فرمایا۔ اور جب گورو صاحب کو چیچک نکلی تو شاہی طبیب ان کے معالجہ کے لئے روانہ کئے یہ بہترین رواداری کے نظائر اور امثلہ ایسی ہیں۔ کہ جو آنے والی نسلوں کے لئے ایک بہترین شاہرہ قائم کرتی ہیں۔ اور اگر ہم اس روییہ پر قدم زن ہو سکیں۔ تو آج ہندوستان کے بھلے دن آ سکتے ہیں۔ ہندوستان میں لاکھوں مساجد ہونگی۔ ایک مسجد کی کمی آجانے سے کوئی اتنا فرق نہیں پڑ سکتا۔ مگر مسلمانوں کے دل ہاتھوں میں لینے کے لئے قدرت نے سکھوں کو یہ ایک سنہری موقعہ دیا تھا۔ دراصل قدرت سکھ صاحبان کا امتحان لینا چاہتی ہے۔ کہ وہ سکھ جن کا مذہب بہترین رواداری کا حامی ہے۔ اس مقدس کتاب کے پیرو جو یہ ہدایت کرتی ہے کہ ؎

اول اللہ نور اُپایا قدرت دے سب بندے

اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

جن کے واجب الاحترام گرنتھ کی یہ تعلیم ہو ؎

دیولا مسیت سوئی پوجا و نماز اُوئی

دوسرا نہ بھید کوئی بھول بھرم مانیو

یعنی ٹھاکر دوارہ اور مسجد یکساں قابل احترام ہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ پوجا اور نماز کے سامنے ہماری گردن جھک جانی چاہئے۔ کیونکہ ان دونوں میں خدا کی تعریف کی جاتی ہے۔ پھر جن کی مقدس کتاب کا یہ ارشاد ہو۔ کہ ؎

کبیر پینے ہوں پرڈا ایکے جنیہ مکھ نکسے رام

تا نکے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

یعنی اگر خواب میں بھی کسی کی زبان سے اللہ کا نام نکلے۔ تو ایسے شخص پر میں سو سو بار قربان۔ اگر ایسے شخص کے پاؤں کی جوتی میرے چمڑے سے بنائی جائے۔ تو یہ میری عین خوش قسمتی ہو گی۔ قدرت آج اس قوم کا امتحان لے رہی ہے۔ کہ یہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ کہاں تک رواداری سے کام لیتی ہے۔ اس رواداری میں کیا مانگا جاتا ہے۔ مسجد! وہ مسجد جو کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں تھی۔ جسے مسلمانوں کے بزرگان نے بنوایا تھا۔ مگر آج کسی وجہ سے سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ قانونی رنگ میں وہ قانون جو انسان کا بنایا ہوا ہے۔ ممکن ہے مسلمانوں کا اس مسجد پر کوئی حق نہ ہو۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک اور قانون بھی ہے۔ جو اخلاق اور رواداری کا قانون ہے۔ لہٰذا میں اس اخلاق اور رواداری کے نام پر سکھ صاحبان سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملہ میں اپنی ہمسایہ قوم کے احساسات کا پاس کریں یقیناً اس کے نتیجہ میں وہ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا دالا بنا لیں گے۔ اور حقیقی نیکی وہی ہے۔ جو نیکی کی خاطر کی جائے۔

خدا کرے سکھ دوست اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ تاکہ آنے والے زمانہ میں ہمارے تعلقات نہایت خوشگوار ہو سکیں۔ اس رواداری کے لئے سکھ صاحبان کا نام ہمیشہ نیکی سے لیا جائے گا۔ اور یہ سودا مادی لحاظ سے بھی انہیں مہنگا نہیں پڑے گا۔ ایک ایسی قوم جو احسان شناسی کا مادہ رکھتی

# "چودھویں صدی کی عجیب مخلوق" احراری

## احراریوں کی تہی دماغی اور دین کے ساتھ وفاداری کا ماتم

دہلی کے روزانہ اخبار "اقدام" نے اپنے ۳۱ جولائی کے پرچہ میں احراریوں کی غداری اور پھر اس کے متعلق بہانہ سازی کا پول کھولتے ہوئے حسب ذیل افتتاحیہ شائع کیا ہے

مجھے یہ ڈر ہے کہ اوستمگر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

"مجلس احرار پنجاب" نے جو اعلان کہ غیور اور بہادر، اور باحمیت ماتم گذاران مسجد شہید کے خلاف شائع کیا ہے۔ وہ عقل و انصاف مذہب و دیانت۔ تدبر و دانشمندی ہر چیز سے قطعی خالی ہے۔ ہمیں نہایت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں پھوٹ اختلاف اور بددلی پھیلانے کا یہ بم اس وقت پھینکا گیا ہے اور مسلمانوں کو شکست کی منزل پر پہنچا دینے والا یہ قدم اس وقت اٹھایا گیا ہے۔ جب کہ اسلام کا غریب سپاہی اپنے بھوکے بیوی بچوں کو خدا کے سپرد کر کے دین کے نام پر قربان ہو جانے کے لئے میدان کارزار میں داخل ہو چکا، اور معرکہ کی بہت سی سختیاں جھیل کر اپنی ثابت قدمی اور دینی جوش سے ایک زمانہ کو حیرت میں ڈال چکا۔ جبکہ مسلمانوں کی مظلومی و بےکسی اور مخالفین کی رعونت و انصاف ناشناسی کی بہت منزلیں طے ہو چکیں۔ جب ہندوستان اور باہر کے مسلمانوں کے دردِ اسلام کی آہیں کرہ باد میں حرکت و تموج پیدا کر چکیں، جبکہ غریبوں پر گولیاں برس چکیں۔ اور بچے یتیم اور عورتیں رانڈ ہو چکیں۔ جب کہ بوڑھوں اور جوانوں۔ قوی اور ناتوانوں پر "نرمی اور زور دار" ہر طرح کی حرکت، اور ہر نرمی و سختی کے ساتھ لاٹھیاں برسائی جا چکیں، اور لاٹھیاں کھانے والے بےہوش ہو ہو کر گرنے کا اور رقص بسمل کے تماشے دکھانے کا فرض ادا کر چکے۔ اور جبکہ امت مرحومہ کے وہ غربا، جن کے بھوکے پیٹ پر ہزار دولت و حشمت کی طاقتیں اور لاکھ جبّہ و دستار کی وجاہتیں قربان ہیں، ۳۶ ۳۶ گھنٹے سینہ پر گولیاں اور سروں پر لاٹھیاں کھا چکے، اور جب کہ غریب مجاہدین اسلام مادی بےسروسامانی اور اخلاص فی سبیل اللہ کی روحانی تاب و توانائی کے ساتھ۔ جتھے بنا بنا کر قید خانوں کے لئے کوچ کرنے لگے اس واسطے نہیں کہ جیل سے نکلنے کے بعد ان کی گاڑیاں کھینچی جائیں۔ اور ان کا قید خانوں میں جانا ان کے معتقدین کی تھیلیوں کا منہ کھلوائے۔ اس لئے نہیں، کہ مجاہد ملت کہلائیں۔ اور کانگریس کے زیر اثر کونسل پر جا کے قبضہ کریں۔ اور پھر حکومت کی وزارتوں۔ اور عہدوں کے مزے اڑائیں بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ اسلام کا جھنڈا اہمدو دل میں سرنگوں نہ ہو۔ اور لاہور کی مسجد کے شہید ہونے پر حفاظت شعائر الہٰی کا جو فریضہ ان پر۔ اور ہر مسلمان پر عائد ہو گیا ہے۔ اس کو ادا کریں۔ آہ! اسلام آج سید نا زین العابدین ؑ کی طرح بےکس و بیمار اور مجبور دنا چار ہے اور افواج یزید کی طرح کفر و طاغوت کی طاقتوں کی اسلام پر یورش ہو رہی ہے۔

ایسے نازک وقت میں جب کہ فتح و شکست ترازو کے دو پلڑوں میں تل رہی تھی۔ اور غریبوں کے دل کی آہوں سے قریب تھا کہ پایہ عرش بریں ہل جائے۔ "مجلس احرار" اٹھی اور یہ کہہ کر اس نے غریب مسلمانوں کی تمام قربانیوں پر خاک ڈال دی، کہ "غلط مورچے مسلمانوں نے چڑھائی کی ہے، اور مخالفین اسلام کا قبضہ مسجد قانونی طور پر مضبوط اور ناقابل فتح ہے۔ اس لئے مسلمان سمجھ لیں کہ آگے بڑھ کر پیچھے ہٹ آنا پھر یہ کیسی ذلت کی شکست ہوگی۔" مگر برٹش امپائر کے مقابلہ پر جب آپ نے کانگرس کا جھنڈا اٹھا کر حکومت کے مورچہ پر دھاوا کیا تھا، تو کیا وہ کوئی قابل فتح و تسخیر مورچہ تھا۔ جو آپ کریں وہ بجا و درست کہ وہ کانگریس کے لئے ہے۔ اور جو غریب مسلمان کریں وہ غلط اس واسطے کہ وہ صرف اسلام اور عزت اسلام کے لئے ہے۔ بہرحال کم سے کم اتنا تو کوئی ان لوگوں سے پوچھے کہ لاہور میں مسلمانوں کا اب وہ کون آگے بڑھنا باقی رہ گیا۔ جس سے پیچھے ہٹنے اور شکست کی ذلت نصیب ہونے کا مسلمانوں کو خوف آپ نے دلایا ہے۔ اور اس اعلان پر عمل کرنے کے معنے "آگے بڑھ کر پیچھے ہٹ آنے، اور شکست کی ذلت قبول کر لینے" کے سوا کیا کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں۔؟

اگر خدانخواستہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہو گئی! تو پھر تاریخ اسلام اپنے غریبوں پر خون کے آنسو بہائے گی۔ اور چودھویں صدی کی اس عجیب مخلوق کے عقل و خرد کا ماتم کرے گی، جسے رہنمائے ملت ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ یا تو ذاتی وجاہتوں کے بھوکے ہیں یا تہی مغز اور فرد مایہ عقل ہیں۔ بہرحال ہمارا خیال یہ ہے کہ مجلس احرار نے مسلمانوں کی صفوں میں جو بم پھینکا ہے۔ تاریخ اس کا فیصلہ کرے یقیناً اس شکست کا واحد سبب قرار دیگا

تیسرا جمعہ ہے جب جامع مسجد میں ہمارے مفتی صاحب نے یہ فتویٰ سنایا تھا کہ مسجدیں شعائر الہٰی ہیں، اور فرمان نبوی یہ ہے کہ جائز طور پر جو زمین کہ ایک بار مسجد ہو جائے۔ پھر وہ قیامت تک مسجد ہی رہیگی کچھ سکھوں کی اسلام دشمنی کا چہرہ بھی بےنقاب کیا تھا۔ کہ سالہا سال سے وہ اس مسجد کی کیسی توہین کر رہے ہیں مسجد کی طرف پیشاب کی موریاں نکالی تھیں، کہ مسجد پیشاب و نجاست سے آلودہ رہے نیز کوئی سکھ جوڑا اس جگہ آکر قیام کرتا تو میاں بیوی کی شب باشی اسی مسجد میں کرائی جاتی تھی۔ "تاکہ وہ میاں بیوی کا وظیفہ اس مسجد میں ادا کریں، اور اس طرح مسجد کو گندہ اور ناپاک کریں۔"

ان ارشادات کے صاف یہی معنے تھے۔ کہ اب ایک اسلامی و شرعی فریضہ ہے جو شعائر الہٰی کی حفاظت کا مسلمانوں پر عائد ہوا ہے۔ آج "احراری علماء" نے مسلمانوں کو اس فریضہ سے روکنے کا اقدام شروع کر دیا۔ اب وہ فتویٰ کہاں ہے۔؟

مسجد جامع کے اس اعلان کے بعد مسلمانوں کو توقع تھی۔ کہ "جمعیتہ العلماء" اس راہ میں کوئی نمایاں قدم آگے بڑھا کر مسلمانوں کی قیادت و رہنمائی کا کام شروع کر دیگی۔ مگر ایک حیرت انگیز خاموشی کا دورہ شروع ہو گیا۔ اور اب کہ "مجلس احرار" نے مسلمانوں کو اس راہ سے ہٹانے کا اقدام کیا۔ تو جمعیتہ العلماء کے سرکاری ارگن میں محترم اراکین مجلس احرار کی تائید و حمایت شروع ہو گئی۔ صرف اتنی "اصلاح" کے ساتھ کہ "مجلس احرار کا یہ اعلان کافی دیر کے بعد شائع ہوا ہے!" انہوں نے کافی دیر کی۔ تو آپ کو کافی جلدی سے کس حکم خدا و رسول نے باز رکھا تھا۔ کہ آپ یا آپ کا کوئی نمائندہ لاہور تشریف لے جاتا، اور خود تمام معاملات دیکھ کر، اور "تمام باخبر مقامی معتمد حضرات سے معلومات" حاصل کر کے پھر اس کے بعد آپ کوئی قدم اٹھاتے یا مسلمانوں کو فرمان رسول سناتے اور جیسا کہ جامع مسجد میں ارشاد ہوا ہے یہ فرماتے کہ:- اس فرمان کے بعد یہ مسجد مسجد ہی ہے اگرچہ مسلمان اسے قانونی جدوجہد سے حاصل نہ کر سکے"؟ کیا یہ سب کچھ اس لئے نہیں ہوا ہے کہ ایک نئی تجارت اس دور گرد بازاری میں چمکنے والی ہے اور کونسل کی ممبریوں کا بازار کھلنے والا ہے۔ غریب مسلمانوں کا ساتھ دینے میں کونسل کے مخملی گدے کہاں؟ یہاں تو سروں پر لاٹھیاں اور سینوں پر گولیاں کھانے اور جیل کی چکیاں پیسنے کے سوا اور کیا رکھا ہے، اور یہ کسی کانگریسی لیڈر کی قید نہ باشد کہ اول درجہ کی آسائشیں متوقع ہوتیں۔ یہاں تو واقعی چکیاں پیسنی پڑتیں۔

کاش! جس وقت مسجد شہید کا صرف گنبد گرایا گیا تھا۔ اور اسلامی جوش نے صرف انگڑائی لی تھی۔ لاہور اور دہلی کے یہ علمائے کرام اس وقت مسلمانوں کے سامنے اپنے فتوے پیش کر دیتے کہ مسلمان تا تابعیت قانون کا قدم نہ اٹھائیں کیونکہ وہ صرف کانگریس کی خاطر فرض ہے اسلام کی خاطر فرض نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز و حرام ہے۔ کیا خوب چال ہے کہ ادھر مسلمانوں کو بھی ٹھیک دیا ادھر سرکار کانگریس کے ساتھ حق وفاداری بھی ادا کر دیا۔ بعد اس کے

غریب مسلمان شعائر الٰہی کی حفاظت کے لئے سینہ پر گولیاں اور سروں پر لاٹھیاں کھا چکے۔ ؎

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

بہرحال اسلام کا غریب سپاہی اپنا فرض ادا کر چکا۔ وہ بھی کر لیا جو اسے کرنا تھا اس پر بھی اگر مسلمان مسجد کو واپس نہ لے سکے۔ تو کل غربائے اسلام عرش کا پایہ پکڑ کر خدا سے فریاد کریں گے۔ کہ اے خدا! ہم تیرے محمدؐ کے نام پر سربکف میدان میں نکلے۔ جانیں دیں، زخم کھائے بال بچوں کا بھوک سے تڑپنا دیکھا۔ اور بہت سی مصیبتیں گوارا کیں۔ مگر وہ کہ جنہیں پیشوائے دین ہونے کا دعویٰ تھا نہ تیرے ہوئے، نہ ہمارے، ہمیں مصیبت کے گڑھے میں دھکے کھاتے دیکھنے کے بعد بھی انہوں نے وہ کہا اور وہ کیا جس سے ہمارے دل کے زخموں پر نمک پاشی ہوئی، لیکن جس سے تیرے دین کے مخالفین کے گھر گھی کے چراغ جلے۔

پس اے برادران اسلام! آپ فریضہ رفاع ادا کر چکے۔ اور باللہ۔ اللہ کے رسول کے سامنے سرفرازی حاصل کر چکے اب اگر خدانخواستہ شکست کا سامنا ہے۔ تو اس کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے۔ ان پر ذمہ داری ہوگی۔ جو شکست کو فتح سے بدل سکتے تھے۔ لیکن جنہوں نے آغاز فتح کو آغاز شکست سے بدل دیا۔ خواہ ناعاقبت اندیشی اور تہی دماغی سے یا دین کے ساتھ ناوفاداری سے۔ اب اے غریبو! اے بیکسو! تم بے افسر کی فوج ہو۔ پس آگے سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا اور اب ان کا خیال کرنا کہ مرنے کے وقت بھی جن کے پاک لبوں پر امتی امتی کے لفظ جاری تھے۔ اور جن کے نزدیک اپنے ایک غریب امتی کی جان قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ ؎

کہدو کوئی ان سے کہ مرنا نہیں کمال
مر مر کے ہجر یار میں جینا کمال ہے

آج کل کے رہنمایانِ دین کو دیکھ لیا اب خدا اور اس کی غیبی طاقتوں کی طرف دیکھو اور صبر و انتظار کرو کہ ؎

صبر تلخ است بر شیریں دارد

اب کہ وہ لوگ علیحدہ ہو چکے جن کو دین کے لئے سرفروشی کا دعویٰ تھا اور امتحان کی کسوٹی نے کھوٹے اور کھرے کو الگ کر دیا۔ اور تم اپنا فرض اپنی ہمت اور استطاعت سے بڑھ کر ادا کر چکے تو اب تمہارے لئے واحد راہ ہے، خدا تمہارے نظر بند لیڈروں کو جلد تم سے ملائے۔ اور پھر تم ان کے مشورے سے نہ کہ ان علمائے کرام کے مشورے سے تم وہ کام کرو کہ عزت اسلام برقرار رہے۔ *

## ایک مولوی صاحب کی ضرورت

ایک ایسے مولوی صاحب کی ضرورت ہے، جو آٹھویں جماعت کے طالب علم کو انگریزی۔ حساب۔ جغرافیہ تاریخ وغیرہ پڑھا سکیں جسے پوریں کام کرنا ہوگا۔ پندرہ روپے ماہوار اور کھانا ملے گا۔ ساتھ تبلیغ بھی کرنی ہوگی۔ خواہش مند اطلاع دیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ

## ضروری اطلاع

خاکسار نے جو اعلان الفضل ۱۲ر جولائی ۱۹۳۵ء میں کرایا۔ اس کے سلسلہ میں جن دوستوں کی درخواستیں آئی ہیں ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ خاکسار لاہور میں پے بہ پے ہڑتالوں اور فسادات کی وجہ سے چند روز کے لئے قادیان آگیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی چٹھیوں کے جواب بھی نہیں دئے جا سکے۔

خاکسار:۔ ڈاکٹر میر احمد علی دندان ساز

## کوئٹہ فنڈ میں تصحیح

الفضل ۲۷ جولائی میں کوئٹہ فنڈ کی فہرست میں "جماعت مغل پورہ معرفت سید عبدالحی صاحب -/۳۱/۶ شائع ہوا ہے۔ یہ رقم جماعت احمدیہ منصوری کی ہے۔

ناظر بیت المال

# جماعت احمدیہ یادگیر کا تیسواں سالانہ جلسہ

حسب دستور اس سال جماعت احمدیہ یادگیر کا جلسہ سالانہ میلاد النبی بتاریخ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ربیع الثانی منعقد ہوا پہلے روز کا جلسہ میلاد النبی تھا۔ جس میں مولوی سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائی کورٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے رحمۃ للعالمین کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رحمت کے شاندار پہلو بیان فرمائے۔

دوسرے روز کا جلسہ زیر صدارت مولوی سید بشارت احمد صاحب منعقد ہوا معین الدین صاحب نے کشتی نوح سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا ایک حصہ پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مولوی عبدالرحیم صاحب رائچوری نے "احمدیت یعنی اسلام ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل یادگیری نے اس نظریہ کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بھی ہوں تب بھی وہ اس امت محمدیہ کے خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد حضرت مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

تیسرے روز کا جلسہ بھی زیر صدارت مولوی سید بشارت احمد صاحب منعقد ہوا۔ معین الدین صاحب نے الوصیتہ میں سے ایک حصہ پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مولوی احمد حسین صاحب تیماپوری وکیل نے تردید حیات مسیح پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے اس امر پر تقریر فرمائی۔ کہ ایک متلاشی حق کے لئے کن امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے اور وہ کس طرح کسی مذہب کی صداقت کو پرکھے؟ اس کے بعد حضرت مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے وفات مسیح و اجرائے نبوت کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے یہ بتایا۔ کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام نے اسلام کو کس قدر سخت نقصان پہنچایا ہے ہر سہ روز جلسہ میں شہر کے معززین۔ وکلاء۔ تجار۔ اساتذہ اہل دفاتر و ذی علم حضرات شامل تھے۔ نیز ان جلسوں میں شرکت کے لئے تیماپور۔ گلبرگہ۔ رائچور۔ اوٹ کور۔ حیدرآباد۔ و دیگر دیہات سے بھی لوگ آئے تھے۔

ہر سہ روز کی تقریروں کا حاضرین کے دلوں پر یہ اثر ہوا۔ کہ خود غیر احمدی حضرات نے ہم سے اس امر کی خواہش کی۔ کہ ہم مولوی صاحب قبلہ فاضل راجیکی کی مزید تقریریں اختلافی مسائل پر اپنی تسلی کے لئے سننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ غیر احمدی حضرات کی اس خواہش پر جلسہ کا پروگرام تین روز کے لئے اور بڑھا دیا گیا۔ پہلے روز مولوی سید بشارت احمد صاحب نے بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل یادگیری نے اجرائے نبوت کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسرے روز حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ایک مدلل اور مبسوط تقریر وفات مسیح کے موضوع پر کی۔ تیسرے روز حضرت مولوی صاحب نے اجرائے نبوت کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے بہت سارے پہلو بیان فرمائے۔ سامعین نے مولوی صاحب قبلہ کی علمیت کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔

راقم:۔ سکرٹری انجمن احمدیہ یادگیر

## صحیح بخاری کی تلاش

گذشتہ سال اپریل میں جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز افتتاح مسجد کے لئے لائل پور تشریف لائے۔ مولوی محمد سلیم صاحب موضع چہور مناظرہ کے لئے گئے تھے۔ اور میری صحیح بخاری ساتھ لیگئے تھے اس کے بعد وہ صحیح بخاری نہیں ملی۔ مولوی صاحب کے پاس بھی نہیں ہے کسی دوست کے پاس ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کر دیں۔ بخاری کی چار جلدیں دو جلدوں میں مجلد ہیں

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

**کوئٹہ یکم اگست۔** آج نو بجے صبح کوئٹہ میں گڑگڑاہٹ کے ساتھ زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ جھٹکے چھ سیکنڈ جاری رہے۔ کسی قسم کے نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

**انتنگ** (رانچو کو) یکم اگست انتنگ اور شنگشو کے شہروں میں بھاری سیلاب آئے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ تقریباً ایک ہزار اشخاص ہلاک ہو گئے۔ اور صنعت چوبی کو دس لاکھ پونڈ کا نقصان پہونچا۔ ناکوشیمہ کے جزیرہ کے دو ہزار افراد ایک دریا میں ڈوب گئے۔ ۱۰۰ گاؤں زیر آب ہیں۔ انتنگ میں پندرہ ہزار مکان پانی سے گھرے ہوئے ہیں۔ تین ہزار اشخاص نے رات مکانوں کی چھتوں پر بسر کی۔

**ماسکو یکم اگست۔** سوویٹ کا ایک جنگی جہاز جس میں بحری سکول کے ۵۵ طالبعلم تھے۔ خلیج فنلینڈ میں غرق ہو گیا۔ اور تمام افراد طعمۂ اجل ہو گئے۔

**منگلور یکم اگست۔** کولار کی سونے کی کانوں میں کان کنوں کی ہڑتال کے متعلق سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ پولیس نے جائیدادوں کی حفاظت کے لئے دو بار گولی چلائی۔ اور سات دفعہ لاٹھی چارج کیا۔ جس سے دو ہڑتالی ہلاک اور ۲۷ مجروح ہوئے۔ ہڑتال مزدوروں کی کمپنی کے نئے قواعد کے متعلق شکایات کے نتیجہ میں شروع ہوئی۔

**لاہور یکم اگست۔** پنجاب کونسل کا اجلاس جو ۱۹ر اگست کو شملہ میں منعقد ہونا قرار پایا تھا۔ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اب یہ اجلاس غالباً اکتوبر کے آخر یا نومبر کے شروع میں ہوگا۔

**پٹنہ** ۳۱ر جولائی۔ بہار میں ہیضہ کی وبا نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ سکورہولوٹ میں ۱۳۸ کیس ہوئے۔ جن میں سے ۹۴ مہلک ثابت ہوئے۔ ہفتہ مختتمہ ۲۰ر جولائی کے دوران میں ضلع ڈمکا میں ۸۷۵ کیسوں میں سے ۳۰۵ مہلک ثابت ہوئے۔

**واردھا گنج** ۳۱ر جولائی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اپنے اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پاس کی ہے۔ نئی اصلاحات کے ماتحت عہدوں کی قبولیت یا عدم قبولیت کے متعلق متعدد مجالس کی قراردادوں کے بعد یہ کمیٹی اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ موجودہ وقت میں اس مسئلہ کا فیصلہ کرنا قبل از وقت ہوگا۔ اور اسے کانگریس کے آئندہ اجلاس پر ملتوی کرنا چاہئے۔ کسی کانگریسی کی شخصی رائے کو کانگریس کی رائے محمول نہیں کرنا چاہئے۔

**لنڈن یکم اگست۔** لیگ آف نیشنز کونسل کا اجلاس دیروزہ جو لیگ کے مقرر کردہ مصالحتی کمیشن کی اٹلی اور ایبے سینیا کے باہمی تنازعہ کو سلجھانے میں ناکامی پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ حیران کن طور پر کامیاب رہا۔ نمائندہ ایبے سینیا نے ایجنڈا کو حادثہ دلوال تک محدود رکھنے کے اہم نقطہ کو نظر انداز کر کے جو کمزور پوزیشن اختیار کی۔ اس پر تمام حاضرین حیران ہوئے۔ اور یہ شرط جو ایبے سینیا کی طرف سے کی جانی چاہئے تھی۔ مسٹر انٹونی ایڈن کی طرف سے پیش ہوئی۔

**عدیس آبابا** ۳۱ر جولائی۔ کسی نامعلوم پارٹی کی طرف سے شاہِ حبشہ کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ لیگ آف نیشنز کو ایبے سینیا کا فیصلہ کلی طور پر اپنے ہاتھ میں لے لینا چاہئے۔ اور اطالیہ کو اقتصادی مراعات دے دی جائیں۔ بشرطیکہ ایبے سینیا تمام بیرونی حملوں سے محفوظ و مامون رہے۔

**شملہ** ۳۱ر جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حکومتِ افغانستان نے حکومتِ ہند سے جدید رائفلیں خریدی ہیں۔ یہ خرید افغانستان کی فوج کے بعض حصص میں تجدید اسلحہ کے سلسلہ میں ہے۔

**کیپ ٹاؤن** ۳۱ر جولائی۔ شاہِ حبشہ کی طرف سے ایک بحری پیغام موصول ہوا ہے۔ کہ حبشہ کے لئے جس قدر سیاہ فام برطانوی فوجی افسر کیپ ٹاؤن میں بھرتی کئے جا چکے ہیں۔ انہیں جلد ایبے سینیا بھیج دیا جائے۔ چنانچہ ان نئے افسروں کی فوری روانگی کا انتظام کر دیا گیا ہے۔

**بمبئی یکم اگست۔** چاندی کا بھاؤ ۷۰ روپے ۵ آنے۔ سونے کا بھاؤ ۳۴ روپے ۲ آنے ۳ پائی۔ گندم ستمبر کا بھاؤ ۴ روپے ۴ آنے ۶ پائی ہے۔

**روم یکم اگست۔** اٹلی کے ایک اخبار نے ایک آرٹیکل جسے سائنور مسولینی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ خواہ جنیوا (یعنی لیگ آف نیشنز) اس کی موافقت کرے یا اس کے مخالف ہو۔ اٹلی اپنی من مانی بات کرے گا۔

**اکولا یکم اگست۔** ڈیموکریٹک سوراج سنٹرل کمیٹی نے اپنے اجلاسِ امروزہ میں مسٹر اینے اور مسٹر کیلکر کو اختیار دیا ہے کہ وہ ڈیموکریٹک سوراج کمیٹی اور کانگریس نیشنل پارٹی کے الحاق کے سلسلہ میں پنڈت مدن موہن مالویہ سے گفت و شنید کریں۔

**لنڈن** ۳۱ر جولائی۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستانی فیڈرل اور صوبجاتی لیجسلیچروں کے حلقہ ہائے انتخاب کے تعین کے متعلق سفارشات کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس کے تین ارکان ہیں۔ صدر سرلاری ہیمنڈ سابق گورنر آسام۔ رکن مسٹر جسٹس وینکٹا سوبا راؤ مدراس ہائی کورٹ اور مسٹر دین محمد اسسٹنٹ لیگل ریممبرینسر گورنمنٹ پنجاب۔

**راولپنڈی** ۳۰ر جولائی۔ صوبہ سرحد کے تباہی خیز سیلاب سے بچے ہوئے ایک پناہ گزین نے بیان کیا ہے۔ کہ دریائے کلپانی میں اس قدر ہولناک طغیانی آئی۔ کہ آس پاس کے تمام قصبات زیر آب ہو گئے لاکھوں روپے کی منقولہ جائیدادیں تباہ ہو گئیں۔ سرفراز گنج مشہور تجارتی شہر سارے کا سارا خالی کر دیا گیا تھا۔ اس رقبہ کی تمام دکانیں تباہ ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ہولناک سیلاب بارہ سال کے بعد آیا ہے۔ ہلاک شدگان یا غرق ہونے والے افراد کے متعلق صحیح حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ کئی آدمی غرق اور سینکڑوں خاندان بے خانماں ہو گئے۔

**استنبول یکم اگست۔** ترکی میں جن ۲۳ اشخاص کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ٹریبونل نے ان میں سے تین کو ترکی سے نکل جانے کا حکم دیا ہے باقی بیس ملزموں کو قید کی مختلف المیعاد سزائیں دی ہیں۔

**انگورہ یکم اگست۔** عام معافی کے سلسلہ میں بہت سے جلا وطن ترکی میں واپس آ گئے ہیں عصمت پاشا کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان لوگوں کو مختلف دفاتر اور حکومت کے شعبوں میں ملازم رکھ لیا جائے۔

**میانوالی۔** ۳۱ر جولائی۔ ایک خبر سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ دریائے سندھ میں سخت سیلاب آ گیا ہے۔ جس سے داؤد خیل کے علاقہ میں چار گاؤں بالکل غرق ہو گئے ہیں۔

**عدن** ۳۱ر جولائی۔ حکومت اٹلی نے امام یمن سے درخواست کی تھی۔ کہ اطالوی لیبر کور میں یمنی باشندوں کو بھرتی کی اجازت دی جائے۔ مگر امام یمن نے اسے مسترد کر دیا۔ ساتھ ہی معلوم ہوا ہے کہ ایبے سینیا کا سفیر اسی قسم کی درخواست لے کر یمن آ رہا ہے۔ جسے امام یمن منظور کر لیں گے۔

**لنڈن** ۳۱ر جولائی۔ انڈیا بل میں دارالامراء کی پیش کردہ ترمیمات پر دارالعوام نے اظہار رضامندی کر دیا ہے بل میں صرف چار مقامات پر لفظی تبدیلی کی گئی ہے۔

**بصرہ یکم اگست۔** ایک برطانوی فرم میسوپوٹیمیا پرشیا کارپوریشن کے دفتر اور رہائشی مکانات کو آگ لگ جانے سے ۵ لاکھ پونڈ سے لیکر ۱۰ لاکھ پونڈ نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ برطانوی سفارت خانہ آگ سے محفوظ رہا۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی